بسم اللہ الرحمن الرحیم

بعد حمد خدائے عز و جل | لکھ قلم نعت احمد مرسل
ہر کہ در سایہ عنایت اوست | گہنش طاعتست و دشمن ...

منقبت حضرت امیر المومنین علیہ السلام

ساقیا رندِ مے پرست ہوں میں | مے حبِ علی سے مست ہوں میں
جام بھر کر شراب دے مجھکو | بدر ہیں آفتاب دے مجھکو

رشک سے گل چراغ ہو جائیں | مہر و مہ داغ داغ ہو جائیں
کہ لکھوں وصف ساقیِ کوثر | یا علیؑ سب کہیں اُسے سُنکر

منقبت کیا لکھے یہ ہیچمدان | وصفِ مشکل کشا نہیں آسان
وصفِ مشکل کشا علیؑ سے لکھیے | تو اُسے کہکے یا علیؑ لکھیے

یا علیؑ تم ہو ساقیِ کوثر | رحمتِ حق وصیِ پیغمبر
سایہ مہر تو شکستہ پناہ | ذیلِ عفو تو پردہ پوشِ گناہ

کس زبان سے بیان ہو وصفِ جناب | ذاتِ پاک آپ کی ہے فیض مآب
تم ہو عقدہ کشائے اہلِ جہان | تم نے کیں سخت مشکلیں آسان

بخشتا وہ جسے جو سوال کیا | مردِ بے برگ کو نہال کیا
اسمِ اعظم ہے نام نامِ خدا | تم ہو کل کے امام نام خدا

اوج میں آسمان جناب ہیں آپ | خاکساری میں بو تراب ہیں آپ
آپ ہیں آفتاب برجِ شرف | جانشین رسول شاہِ نجف

قبلۂ آرزو ہے روضۂ پاک | اوج سے جسکے پست ہیں افلاک
کوئی نہ اثر جو ہے نظر آتا | دل بیتاب ہے تڑپ جاتا

جو نقد یہین تو جا بینگے / پھر نہ پھر کر نجف سے آینگے
یا علی ولی شہ اسلام / عرض کرتا ہی خاکسار سلام

مدح جناب قدوۃ السالکین حضرت محمد نظام الدین محبوب الٰہی قدس اللہ سرہ

ساقیا جلد کھول بسم اللہ / دے مجھے لا الٰہ الا اللہ
آب آتش لباس دے مجکو / جام مے بیقیاس دے مجکو
دل ہین روشن چراغ ہو جائے / اور چراغان دماغ ہو جائے
رنگ محفل مجھے جمانا ہی / وجد مین مے کشون کو لانا ہی
خاص مستون کی بزم کھلا دون / حق پرستون کی بزم دکھلا دون
جس طرف کو نگاہ اٹھ جائے / عین نور خدا نظر آئے
گل وہ شاخ قلم سے کھلنے لگین / وجد مین آ کے مست ہلنے لگین
بانگ ہو طارم فلک پر جائے / آسمان پر ہر ایک وجد مین آئے
وصف محبوب کبریا لکھون / مدحت فخر اولیا لکھون
محفل اولیا کے صدر نشین / خاص محبوب حق نظام الدین
غوث عالم نظام ملت و دین / قطب ہفت آسمان و ہفت زمین
سرمۂ طور خاک پاے حضور / خاک پاے حضور سرمۂ طور
مفخر ساکنان عرش برین / زیر فرمان ہین آسمان و زمین
در دولت ہی قبلۂ امید / ذرہ فیض قدم سے ہی خورشید
سپہ ہو جاے اک نگاہ کرم / ہو وہ درویش بادشاہ عجم
کشور معرفت ہی زیر نگین / صورت بوتراب خاک نشین
شرف آدم از انکو خلقی / نائب مصطفی بوحی خفی
نہ فقط صاحب ولایت ہین / رہنماے رہ ہدایت ہین
شرف روزگار فخر جہان / لطف پروردگار فخر جہان
عرش اعظم حضور کا ہی مقام / خسرو دہلوی سے لاکھ غلام
حق تو یون ہی کہ جملہ صاحب تاج / انکے خاک قدم کے ہین محتاج
کیجیے عرض حال کیا حضرت / آپ پر سب عیان ہی یا حضرت
ہی یہ مداح بھی غلام حضور / صدقے قربان فداے نام حضور

مدح حضرت خواجہ معین الدین چشتی قدس اللہ سرہ

با تکلف ہی آئیے ساقی / تشنہ ہون مے پلائیے ساقی
منعم جوان مرد ڈھونڈتے ہین کہین / مے کشی زند چھوڑتے ہین کہین
مست ہون خود بخود نہ ہی قلم / ساقیا کسکا مدح خوان ہی قلم
وہ جو ہی تاج فرق عز و وقار / خاص مقبول داور دوار
جسکا دست کرم ہی بسکہ دراز / ہی لقب خواجہ غریب نواز
قطب ہفت آسمان و ہفت زمین / مفخر اولیا معین الدین
ظل ابر کرم ہی فیض رسان / ہی غرض خاص و عام پر احسان
چون قضا دفتر وجود نوشت / برکت او برات جود نوشت

بیان شعبدہ بازیہائے عشق

ساقیا دے شراب عشق مجھے — لکھنی ہے اک کتاب عشق مجھے
کہین موسے ہے یہ خلیل کہین — کہین آتش کدہ ہے نیل کہین
کہین عیسی نفس یہ ہوتا ہے — کہین دم بھر مین جان کھوتا ہے
کہین دست کرم ہے فیض رسان — کہین منت کش ید احسان
کہین مشت غبار بادیہ گرد — صورت گرد باد دشت نورد
کہین دود چراغ کاشانہ — سوختہ دل کہین ہے پروانہ
اسکی روشن ہے آتش افشانی — یہ کہین آگ ہے کہین پانی
کہین داغ عذار ماہ ہے یہ — کہین چرخ ستم پناہ ہے یہ
کہین سلطان بسریر ہے یہ — شکل مجرم کہین اسیر ہے یہ
متکبر کہین ہے یہ خودبین — کہین نقش قدم سا خاک نشین
کہین یہ دل کی بیقراری ہے — کہین فریاد و آہ و زاری ہے
رنگ شادی کہین جماتا ہے — کہین ماتم کدہ بناتا ہے
ایک دم مین بناکے سودائی — اسنے لاکھون سے خاک چھنوائی
سختی اسکے اسیر سہتے ہین — مدتون لوگ قید رہتے ہین
سرو قد لاکھون کردیے پامال — سبز خطار وند ڈالے سبزہ مثال
سر پہ لائے ہزار آفت یہ — دم مین برپا کرے قیامت یہ
عشق آفت ہے قہر یزدان ہے — دوستی اسکی دشمن جان ہے
عشق بیشک بلائے جانی ہے — بدتر از مرگ ناگہانی ہے
ناچ جو چاہے وہ نچائے فلک — پر یہ سر پہ بلا نہ لائے فلک

عشق خوبان ہے طرفہ جادوگر — عمل سحر اسکے ہین مشتہر
کہین سرچشمہ حیات ہے یہ — کہین خضر رہ نجات ہے یہ
اعتدال مزاج ہے یہ کہین — مرض لاعلاج ہے یہ کہین
کہین سیاح گوشہ گیر کہین — کہین آزاد ہے اسیر کہین
خفقان ہے کہین جنون ہے کہین — تپ کہین سوزش درون ہے کہین
کہین فصل خزان بہار کہین — کہین شعلہ ہے یہ شرار کہین
رگ و پے مین روان ہے خون ہوکر — پھونکتا ہے تپ درون ہوکر
یہ کہین یاس ہے کہین امید — کہین یہ ذرہ ہے کہین خورشید
کہین دولت پناہ صاحب زر — ہے کہین تنگ دست دستنگر
صورت گل کہین مہکتا ہے — شکل بلبل کہین چہکتا ہے
اسکا سب سے بلند ہے پایہ — یہ کہین دھوپ ہے کہین سایہ
یہ کہین شاد ہے کہین محزون — کہین لیلی ہے یہ کہین مجنون
عشق بازون کو خوب ہے معلوم — کہین خادم ہے یہ کہین مخدوم
دل عشاق کو جلاتا ہے — گل سے تن خاک مین ملاتا ہے
سیم تن لاکھون نے برخاک کیے — سیکڑون نوجوان ہلاک کیے
وہی ظالم ہے یہ ستم ایجاد — لاکھون گھر جسنے کردیے برباد
چشم تر سے لہو رلاتا ہے — آخرش گور مین سلاتا ہے
ہوکے عاشق کوئی تباہ نہو — غرق کشتی کسی کی آہ نہو
صورت لالہ دل یہ داغ نہو — بزم بلبل کا گل چراغ نہو

عشق کیا کیا نہ گل کھلاتا ہے
داغ حسرت مین یہ لگاتا ہے

عقل و ہوش و حواس کھوتا ہے
نام بدنام اس سے ہوتا ہے

اسنے رسوا بہت کیا ہمکو
اسنے مجنون بنا دیا ہمکو

توبہ توبہ یہ کیا کہا روشن
سہل و آسان نہین ہے عشق کا فن

اسکے کامل کمال کرتے ہین
حاصل آخر وصال کرتے ہین

درد عشق مجاز کے آگاہ
سب حقیقت شناس ہین واللہ

ہجر بت مین خدا جو یاد ہوا
دل ناشاد شاد شاد ہوا

عاشق حسن لازوال ہوے
محو دیدار ذوالجلال ہوے

عشق قدرت کا اک نمونہ ہے
لطف اسمین ہزار گونہ ہے

عشق اک باغ جاودانی ہے
عشق مین لطف زندگانی ہے

یا خدا ہو نہ عشق دل سے کم
یونہین بڑھتا رہے جنون ہر دم

عشق رہبر ہو ہر قدم میرا
اسی لذت مین نکلے دم میرا

دل جگر جسکے ہین نشانہ عشق
میرے منھ سے سنین فسانہ عشق

آغاز داستان

تشنہ لب ہون شراب دے ساقی
قدح آفتاب دے ساقی

عقل و ہوش و حواس کھوتا ہون
بیخبر مین خانہ بدوش ہوتا ہون

مین تو مرتا ہون مے پلا ساقی
کچھ نہین ہے تو زہر لا ساقی

درد فرقت سہا نہین جاتا
ہمسے بے مے رہا نہین جاتا

ہم بھی اک رند ہین زمانے کے
ہین دھنی دل پہ زخم کھانے کے

یعنی عاشق مزاج ہین ہم لوگ
کل نہونگے آج ہین ہم لوگ

منقلب ہے زمانہ لیل و نہار
سفلہ پرور ہے چرخ ناہنجار

اک روش پر نہین قیام جہان
سنئیے خود کہہ رہا ہے نام جہان

نظم کی مین اک کتاب لکھتا ہون
شرح حال خراب لکھتا ہون

تھا کسی شہر مین کوئی بدکار
زینہار از قرین بد زنہار

زوجہ پارسا کو چھوڑ دیا
ایک بدکار سے نکاح کیا

ہوئین دو تین لڑکیان پیدا
ایسی ایسی کہ مہر و مہ شیدا

انمین سب سے بڑی جو تھی دختر
جلوۂ طور تھی فدا جسپر

حسن و خوبی مین شہرۂ آفاق
خاص غارتگر دل عشاق

گلشن حسن کی گل تر تھی
لالہ رخ غنچہ لب سمن بر تھی

گل و بلبل جمال پر قربان
کبک و طاؤس چال پر قربان

صدقے شمشاد و سرو قامت کے
چال مین طرز سب قیامت کے

آتشین گل کی طرح رخسارے
شوخی انداز و ناز سب پیارے

برگ گل کی طرح لب رنگین
مہر وش مہ لقا کمال حسین

رخ روشن حریف شعلہ طور
دلبری مین پری جمال مین حور

رشک خورشید نام ماہ لقا
چشم بد دور آنکھ عین بلا

گل سے چہرے پہ حلقہ کاکل
پیچ در پیچ صورت سنبل

بے مثال اسکے ابروے خمدار
قتل عشاق کے لیے تلوار

سب کی سب بیبیان پری سے ہون قربان
جسکے تیرون سے گوشہ گیر کمان

خون عاشق سے تھی مہندی ہاتھوں میں
پھول جھڑتے تھے منہ سے باتوں میں

وہم میں آئے کیا کمر اسکی
بال عنقا تھی یا کمر اسکی

تھی سراپا غرض وہ خوشال
آفتاب سپہر حسن و جمال

ناگہاں اک جوان خاک نشین
صورت قیس بیکس و غمگین

اس صنم کیش سے دوچار ہوا
درد الفت سے بیقرار ہوا

خاک پر آہ کرکے بیٹھ گیا
اُٹھا اور رواہ کرکے بیٹھ گیا

تپش دل سے گرد برد ہوا
گرم بازار عیش سرد ہوا

عقل و ہوش و حواس کھو بیٹھا
جان سے دونوں ہاتھ دھو بیٹھا

وحشت دل نے رنگ دکھلائے
پاؤں دشت جنوں نے پھیلائے

جوش پر دل کی بیقراری تھی
اُسکے منہ سے غزل یہ جاری تھی

غزل

سامنے میرے عشق بانی ہے
قصۂ قیس اک کہانی ہے

تیری فرقت میں اے ستم ایجاد
مدتوں ہم نے خاک چھانی ہے

آہ کے ساتھ اُٹھتے ہیں شعلے
دل میں اک سوزش نہانی ہے

ہو اگر اک نگاہ جور ادھر
آپ کی عین مہربانی ہے

دل تڑپتا ہے صورت سیماب
ہجر میں مرگ زندگانی ہے

اسکو رکھتے ہیں اہل ضبط نہاں
داغ دل یار کی نشانی ہے

آ کے دل کے نکال لیں ارماں
چار دن عالم جوانی ہے

اپنے زیر نگین ہے ملک سخن
یہ بھی تائید آسمانی ہے

ہے زمانہ نشان آب رواں
عمر اک کشتی دخانی ہے

خندۂ گل نہیں یہ اے بلبل
زخم دل پر نمک فشانی ہے

گل فشاں ہے چمن چمن روشن
بلبل باغ خوش بیانی ہے

چشم تر اسکی اشک ریز ہوئی
آتش اشتیاق تیز ہوئی

دل جو کچھ بیقرار ہونے لگا
تھام کر وہ جگر کو رونے لگا

دیکھکر چشم تر سے حال سرشک
گر پڑا خاک پر نشان سرشک

آسمان کی طرف اُٹھا کے نظر
یاس سے دیکھنے لگا مضطر

رو کے بولا کہ او ستم ایجاد
لاکھوں گھر تو نے کر دیے برباد

مہ رخوں کے جگر میں داغ دیے
گھر بہت تو نے بے چراغ کیے

مرمٹے لاکھوں خاک ہو کے
تیری گردش سے سب ہلاک ہوئے

تو کسی کا بھی خیر خواہ نہیں
زیر سایہ ترے پناہ نہیں

ہم بھی اے چرخ کج نہاد چلے
باغ عالم سے نامراد چلے

کیا قیامت یہ آہ ہوتی ہے
میری کشتی تباہ ہوتی ہے

کبھی کرتا تھا اسطرح فریاد
کبھی کہتا تھا یوں وہ خاک نہاد

گردش چرخ سے بروے زمین
صورت نقش پا ہوں خاک نشین

ظلم کرتا ہے یہ ستم ایجاد
تو تو عادل ہے یا خدا فریاد

تھا غرض ہجر میں بہت مضطر
دل تڑپتا تھا صورت اخگر

سنکے اس خاکسار کی فریاد
حضرت عشق نے کی امداد

اک پرستار مہ لقا آئی
خضر کی طرح رہنما آئی

پوچھا کیوں مضطرب ہے حال ہے کیا
کس مصیبت میں ہو ملال ہے کیا

کسکے غم میں تباہ ہو صاحب
دیکھتے کسکی راہ ہو صاحب

زندہ در گور کیوں ہو غم کیا ہے
کہیئے کیا وجہ جان کنی کی ہے
کہیئے کسنے دیئے ہیں داغ ہمیں
حال دل کچھ تو ہم سے بھی کہیئے
تیری بی بی پہ جان کھوتا ہوں
ایک دل اور ہزار ہا غم ہیں
ہجر میں مہ لقا کے مرتا ہوں
طالب دید وہ تمہارا ہے
ڈر خدا سے ذرا خدا کے لیے
کیا عجب ہے وہ سنکے رحم کرے
نکلے شاید امیدوار کا کام
یعنی وہ مہ لقا کے پاس گئی
تیری فرقت میں جان کھوتا ہے
سختی نزع نیم جان پر ہے
سنکے وہ ماہ پر عتاب ہوئی
تجھپہ مرتا ہے جان کھوتا ہے
کہکے یہ اسنے رخ جو پھیر لیا
مرمٹے خاک عاشق ناشاد
سچ تو ہے جسکو ہو خدا کی مار
تم تو بی بی ہوا سے لڑتی ہو
دیکھتی کیا ہے اپنے بالین پر

کچھ تو فرمائیے ستم کیا ہے
کیا کسی زن نے رہزنی کی ہے
کسنے دکھلائے سبز باغ تمہیں
دم بخود ہو کے یوں نہ چپ رہیئے
اسپہ صدقے نثار ہوتا ہوں
رنج میں خوش ہیں وہ بشر ہم ہیں
درد دل سب تجھسے عرض کرتا ہوں
اسپہ کیونکر ستم گوارا ہے
ہو نہ آمادہ یوں جفا کے لیے
اور قہر خدا سے دل میں ڈرے
تیرا ہو جائے سب جہان میں نام
چھوڑ کر اسکو بیحواس گئی
اب وہ رخصت جہان سے ہوتا ہے
مہ لقا مہ لقا زبان پر ہے
گرم مانند آفتاب ہوئی
اری تیرے لیے وہ روتا ہے
صدقے ہو کر خواص نے یہ کہا
رحم کرتے نہیں ستم ایجاد
ہے وہی انکا طالب دیدار
اڑتی ہو بنتی ہو بگڑتی ہو
کہ کھڑا ہے وہ عاشق مضطر

خود فراموش کسکی یاد میں ہو
یاد میں کسکے آپ مرتے ہیں
صورت گل ہے کیوں یہ خاموشی
بولا سنکر یہ عاشق مضطر
کشتۂ خنجر نگاہ ہوں میں
کیا کہوں آہ کیا قیامت ہے
اپنی بی بی سے کہدے یہ جاکر
اور یہ کہیو کہ او ستم ایجاد
اجتناب اتنا کیا ضرور ہے
دیکھیے بلوا کے حال کو میرے
سنکے یہ رحم آگیا اسکو
صدقے ہو کر کہا کہ ایک جوان
جان ہاک نوجوان کی جاتی ہے
اسکو بلوائیے خدا کے لیے
بولی مجھپر فدا وہ کیا ہوگا
پاس اسکے مری بلا جائے
جان کیوں تم پہ دے کہو کوئی
سنگدل کونسا نگار نہیں
وہ بشر کیا جو دردمند نہیں
دم بخود سنکے ہوگئی وہ نگار
رو رہا ہے غرض بآہ و فغان

کیا مصیبت ہے کس فساد میں ہو
کسکی فرقت میں جان کھوتے ہیں
کسکی مطلوب ہے ہم آغوشی
اری مارا نہیں ہے تجھکو خبر
کیوں نہ گرم فغان و آہ ہوں میں
حضرت عشق کی عنایت ہے
ہے کوئی شخص عاشق مضطر
حد سے اب ہو چکی فزونی درد
لائق دید اسکی صورت ہے
شرم سے شاید سوال کو پھیرے
عشق جذبہ دکھا گیا اسکو
میرے سجان کوئی دم کا ہے مہمان
بی بی ہمکو تو شرم آتی ہے
شکل دکھلائیے خدا کے لیے
چل ہوئی تیرا آشنا ہوگا
آشنا جسکا ہو وہ بلوائیے
دے کے دل کیوں خجل اب ہو کوئی
سچ ہے الفت کسی کے یار نہیں
نا زیبا ہمیں پسند نہیں
ہٹ گئی یہ تو سو گئی وہ نگار
خاک سر پر اڑا رہا ہے جوان

صورت برق بیقرار ہی دل | غنچہ کی طرح سے فگار ہی دل
درد دل سے کمال مضطر ہی | ضعف سے ہی نڈھال مضطر ہی

ہی کمر بستہ قتل ہونے پر | مستعد ہی وہ جان کھونے پر
شکوہ کرنے لگا کہ واہ حضور | ہین نہایت ستم پناہ حضور

رحم مطلق نہین مزاج مین آہ | بے مروت کمال ہو واللہ
جان عشاق کا خیال نہین | مرنے کوئی کچھ ملال نہین

چار دن یہ بہار ہی گل تر | اسقدر پھولیے نہ جوبن پر
اک روش پر یہ روزگار نہین | بیخزان موسم بہار نہین

ہی روان عالم شباب حضور | ہی یہ عالم خیال و خواب حضور
غرض اسطرح کرکے چند کلام | غرض کی سرگذشت عشق تمام

دیکھکر اسکو مبتلا سے بلا | متحیر ہوئی وہ ماہ لقا
سنکے آواز نالۂ دل زار | کھل گئی آنکھ ہو گئی بیدار

خواب کا اک فقط بہانہ تھا | پل مین کچھ اور ہی زمانہ تھا
یعنی جذبہ کشش نے دکھلایا | دل مین اک اضطراب سا پایا

دفعۃً مضطرب ہوئی وہ نگار | ہوئی القصہ طالب دیدار
مضطرب ہوکے دل تڑپنے لگا | اور جگر متصل تڑپنے لگا

دل بے اختیار ہونے لگا | عشق ہوش و حواس کھونے لگا
صورت گل جگر فگار ہوا | دل بیتاب بیقرار ہوا

ناتوان کا ہش دروں نے کیا | طاقت و تاب نے جواب دیا
تپش دل جگر جلانے لگی | صورت زلف پیچ کھانے لگی

ہجر مین مضطرب وہ ماہ ہوئی | کشتی مہ لقا تباہ ہوئی
جبکہ بڑھتا تھا اشتیاق وصال | پڑھتی تھی یہ غزل وہ خوشجمال

غزل

وادی دل ہی یا فضائے چمن | ہر گل داغ ہی سجائے چمن
روئے گلرنگ پر نہ کیون دل آئے | جائے بلبل نہین ہوائے چمن

گذری کنج قفس مین فصل بہار | دیکھیے کب خدا دکھائے چمن
قطرۂ بحر اشک گلگون ہین | یہ جو ہین چشمہ ہائے چمن

گھر ہی مدت سے خانۂ تصویر | یاد گیسو مین کسکو بہائے چمن
دل ہی داغون سے تختۂ گلزار | نفس سرد ہی ہوائے چمن

ای خوشا طالع شہید ادا | خندۂ گل ہی خون بہائے چمن
گل رخسار کے تصور مین | خون روتا ہون کہکے ہائے چمن

شاخ پر ہین چراغ گل روشن | ہر روش کیون نہو ضیائے چمن

مضطرب تھی وہ بیقراری مین | گذری اک عمر آہ و زاری مین
سوچی سمجھی کہ پیچ و تاب ہی کیا | مضطرب کیون ہو اضطراب ہی کیا

کیجیے کچھ وصال کی صورت | کس لیے ہی ملال کی صورت
دل مین یون سوچنے لگی وہ نگار | لکھیے نامہ بنام عاشق زار

خط شوق ایک لے کے خامہ لکھا | شوق سے اشتیاق نامہ لکھا

اشتیاق نامہ بامید وصال

لکھا اک نوجوان خاک نہاد
رشک مجنون و غیرت فرہاد

دل بیتاب کو قرار نہین
ضبط کرتی پر اختیار نہین

خانۂ دل مین گھر کیا تو نے
واری اچھا مکان لیا تو نے

دیکھ او بیوفا خدا کے لیے
دم بدم سے جلد آ خدا کیلیے

ٹکڑے ٹکڑے فراق مین ہے جگر
ہے اسیر بلا دل مضطر

بیٹھے بٹھلائے کیا ہوا ہے ہے
عشق کیا اک بلا ہوا ہے ہے

پہلے اسطرح مین نہ مرتی تھی
مرنے والون مین دم نہ بھرتی تھی

رات دن اپنا غیر حال نہ تھا
زلف و رخسار کا خیال نہ تھا

ہجر مین اب یہ بیقرار ہون مین
کہ تپان صورت شرار ہون مین

ہجر مین زیست کی امید نہین
زہر کھا لون تو کچھ بعید نہین

درد دل کی دوا نہین ممکن
نہین ممکن شفا نہین ممکن

حال سو سو طرح بگڑتا ہے
کسکو فرقت مین چین پڑتا ہے

جامۂ زیست تنگ ہے تن پر
ہجر مین مجلس فرنگ ہے گھر

جل رہا ہے تپ دروں سے بدن
حال سوز نہان کا ہے روشن

کیا لکھون آہ ہجر مین واری
ہو رہی ہے گھڑی گھڑی بھاری

منتظر تیری راہ تکتی ہے
آنکھ شب بھر نہین جھپکتی ہے

نامہ تحریر عاشقانہ کیا
دے کے قاصد کو خط روانہ کیا

جا کے وہ اشتیاق نامہ دیا
دے کے خط منتظر کو شاد کیا

دیکھکر خط مین حال شوق وصال
بولا یا رب یہ خوب ہے کہ خیال

اشتیاق وصال ہے مجکو
تیری الفت کمال ہے مجکو

عشق پوشیدہ چند باشد چند
عاشقم عاشقم بہ بانگ بلند

ہے بہت اضطراب آ پیارے
تیرے صدقے شتاب آ پیارے

تپ مین سوز نہان سے جلتی ہون
رات بھر کروٹین بدلتی ہون

تپش دل جگر جلاتی ہے
نیند تک کس موئی کو آتی ہے

دل کو اول یہ اضطراب نہ تھا
صورت زلف پیچ و تاب نہ تھا

پہلے عاشق کسی پہ آہ نہ تھی
یون کسی نوجوان سے راہ نہ تھی

رات دن چین سے گذرتی تھی
ٹھنڈی سانسین نہ آہ بھرتی تھی

دل کو ہر دم ملال رہتا ہے
اب بہت غیر حال رہتا ہے

چارہ گر گو کرین ہزار علاج
پر نہین ممکن اعتدال مزاج

مرض عشق کا علاج نہین
معتدل ہو یہ وہ مزاج نہین

چھپکے لوگون سے گھر تڑپتی ہون
ہجر مین خاک پر تڑپتی ہون

تیرے ملنے کی آرزو ہے کمال
دل کو رہتا ہے اشتیاق وصال

شمع سان اشکبار ہوتی ہون
اپنی حالت پہ آپ روتی ہون

دن گذرتا ہے بیقراری مین
رات کٹتی ہے آہ و زاری مین

صورت برق ہون غرض بیتاب
کیا لکھون آگے اپنا حال خراب

لیکے خط اک خواص ماہ لقا
گئی اڑتی ہوئی مثال ہوا

پہونچا طالب کو نامۂ مطلوب
لے کے پڑھنے لگا خط محبوب

طالب وصل ہو وہ ماہ جبین
سو یہ تقدیر سے امید نہین

پر حذر اس جہان پناہ ہی تو
بادشاہون کا بادشاہ ہی تو
لطف سے تیرے کیا امید نہین
ہو کوئی تجھسے نا امید نہین

اپنے فضل و کرم سے حسب مراد
تو نے کی ایک ایک کی امداد
بار ہا وہ کرم کیا تو نے
ڈوبتون کو بچا لیا تو نے

عرض کی جسنے تجھسے حاجت دل
اسکی آسان ہو گئی مشکل
کی نہ ہرگز کسی کی دل شکنی
سب ہین محتاج اور تو ہی غنی

حل کا مشکل کشا ہی یا اللہ
میری مشکل یہ کیا ہی یا اللہ
دور ہو یا خدا پریشانی
مشکل آسان ہو بآسانی

خالق دو جہان قدیر ہی تو
بے سہارا ہون دستگیر ہی تو
یا الٰہی مراد بر آئے
دل کی یہ بندہ آرزو پائے

تھا وہ القصہ طالب دیدار
دل مین تھی آرزوے وصل نگار
خط مین احوال اضطراب لکھا
اسکے نامہ کا یون جواب لکھا

جواب نامہ نگار

ای انیس بلاکشان فراق
وہ تسلی دہ دل عشاق
ای تمناے خاطر ناشاد
وہ مراد جہان جہان مراد

ای سراپا جمال مہر نظیر
یعنی ای مہ لقا قمر تنویر
بندہ اس بندہ پرور کے نثار
جان و دل یاد آوری کے نثار

تھی نہ امید زندگانی کی
نامہ بھیجا تو مہربانی کی
دل بیتاب کو قرار ہوا
غم غلط کچھ ای نگار ہوا

لیکن ابتک وہ ناتوانی ہی
سر کو سایہ سے سرگرانی ہی
آپ کے پاس آ نہین سکتا
پانون ہرگز اٹھا نہین سکتا

جب سے دیکھا ہی تمکو مرتا ہون
دمبدم آہ سرد بھرتا ہون
جب تصور دہن کا ہی آتا
تنگ ہو ہو کے جی ہی گھبراتا

زلف پر خم جو یاد آتی ہی
دل پہ ناگن سی لوٹ جاتی ہی
یاد آتی ہی کان کی بجلی
تڑپنے لگتی ہی دل کی بیتابی

جب کمر کا خیال آتا ہی
راہ ملک عدم دکھاتا ہی
منھدی ہاتھون کی یاد آتی ہی
چشم تر سے لہو رلاتی ہی

ہون غرض جبکہ مضطرب پاتا
جی کو ہر اک طرح ہون سمجھاتا
پر بہلتا نہین دل مضطر
ہی تصور تمھارا آٹھ پہر

جان پر آ بنی ہی مرتا ہون
چار ناچار ضبط کرتا ہون
ہجر مین ہون غرض بہت بیتاب
دل بیمار کا ہی حال خراب

تھمتا درد جگر نہین ہی ہی
تمکو مطلق خبر نہین ہی ہی
کس پہ بیداد آہ ہوتی ہی
کس کی کشتی تباہ ہوتی ہی

پوچھنا تک ہی درد سر تمکو
کون مرتا ہی کیا خبر تمکو
کیا کہون رنج جو گذرتا ہی
کوئی ایسا ستم بھی کرتا ہی

مضطرب ہی بہت دل مضطر
رہتا ہی اضطراب آٹھ پہر
ہر نفس تمکو یاد کرتا ہون
رات دن ٹھنڈی سانس بھرتا ہون

دل مضطر ہی مبتلاے فراق
قہر ہی فتنہ ہی بلاے فراق
تپش دل جگر جلاتی ہی
دیکھیو پھر ہماری چھاتی ہی

نیند جب آئی پھر غرض نہیں آتی
رات لکھوں میں ہی گذر جاتی

سارا دن غیر حال رہتا ہے
دل پہ صدمہ کمال رہتا ہے

غنچۂ گل کی طرح دل ہے فگار
ہجر میں جان لب پہ ہے عاشق زار

ہجر میں صورت چراغ سحر
شمع پروانہ جل رہا ہے جگر

صدمہ ہائے فراق سہتا ہوں
مضطرب مثل برق رہتا ہوں

کوئی مونس نہ یار ہے اپنا
ایک پروردگار ہے اپنا

تمکو مطلق مرا خیال نہیں
کوئی اپنا رفیق حال نہیں

دے کے دل عاشق جنوں ہوا
پھر جو کچھ ہوا قصور ہوا

پھر تو نہیں خیریت رقم کرنا
گاہے گاہے یونہیں کرم کرنا

کیا لکھوں شرح داستان فراق
کہ فزوں حد سے ہے بیان فراق

ختم جب عشق کا فسانہ ہوا
لے کے خط نامہ بر روانہ ہوا

منتظر کو پہونچ کے شاد کیا
نامہ بر نے جواب نامہ دیا

لگئی مضمون پر نظر جس دم
آتش شوق سے جلی وہ صنم

خاک پر ناتوان تڑپنے لگی
صورت نیم جان تڑپنے لگی

پڑھ کے نامہ ہوا عجب ملال
دل میں گذرے طرح طرح کے خیال

اسکی حالت غرض خراب ہوئی
مضطرب رشک آفتاب ہوئی

کار گر صدمۂ فراق ہوا
اسکو جینا کمال شاق ہوا

ہجر میں زندگی سے تنگ ہوئی
بولی اے مرگ کیوں درنگ ہوئی

قصد راہ عدم کیا اسنے
آخرش زہر کھا لیا اسنے

کہکے وہ لا الہ الا اللہ
ہو گئی رخصت جہان سے غیرت ماہ

پہونچی باغ ارم میں وہ گل تر
غم سے ماتم سرا ہوا سب گھر

بنگیا آسمان دود فغان
ہو رہا ماتم کدہ تمام جہان

رخصت اہل جہان کے ہوش ہوئے
شکل مردم سیاہ پوش ہوئے

رو کے کہنے لگی کوئی ہمسن
ہے قیامت کا روز آج کا دن

کوئی کہتی تھی پیٹ کر چھاتی
اسکے بدلے مجھے قضا آتی

کوئی بولی کمر کو توڑ چلی
خود سدھاری یہ ہمکو چھوڑ چلی

آہ پھولی پھلی نہ جسکی مراد
گلشن دہر سے گئی ناشاد

سر کو بالین پہ مارتی تھی کوئی
ہائے بیٹی پکارتی تھی کوئی

پیٹتی تھی جگر کوئی غمناک
کی کسی غم زدہ نے جان ہلاک

ضعف سے غش کسی کو آتا تھا
خاک سر پر کوئی اڑاتا تھا

کوئی سر پیٹتی تھی کوئی جگر
کوئی کہتی تھی ہائے نور نظر

کھول کر سر کے بال بانگار
رو کے کہنے لگی پکار پکار

سیر کی ہمسن گذر گئی ہے آکر
ہائے میں کیوں نہ مر گئی ہے آکر

غم فرقت میں جی پہ آ بنی
کھائی ہیرے کی ہے ضرور کنی

ابر کی طرح کوئی روتی تھی
پیٹ کر سر کو جان کھوتی تھی

کوئی کرتی تھی غم سے چاک لباس
تھا کسی کا بزیر خاک لباس

ٹکڑے ٹکڑے ہوا کسی کا جگر
شق ہوا دل کسی کا مثل قمر

کوئی روتی تھی کہکے ہائے بہن
کس طرح اب جیے گی محبوبن

غم سے جی اپنا کھو دیا تو نے
ہائے افسوس کیا کیا تو نے

کوئی بولی کہ ہے کڑی افتاد
یا الٰہی یہ کیا پڑی افتاد

کوئی کہنے لگی کہ اے ہمشیر
دم بخود کیوں ہے صورت تصویر

منہ پہ منہ رو کے رکھدیا ماں نے
یوں جگر تھام کر کہا ماں نے

بیٹھو اٹھکر ذرا خدا کے لیے / لب نازک ہلا خدا کے لیے
ہو گیا گل چراغ مادر کا / ہے جگر داغ داغ مادر کا
میری بستی اجڑ گئی ہے ہے / پھٹکے قسمت بگڑ گئی ہے ہے
ظلم غرض تو نے سخت غضب کیا / کس سے نکلینگی حسرتیں دل کی
اے بنی کسپہ جان کرونگی نثار / کون ہے جسکو میں کرونگی پیار
کیوں یہیں صدقے گئی کہو سجن / کس سے نکلینگے دل کے ارماں
رنج سے اقربا کا غیر ہے حال / چھاتی پھٹتی ہے اے پری تمثال
دیکھو لوگو میں لٹ گئی ہے ہے / مہ لقا مجھسے چھٹ گئی ہے ہے
دل پہ یارب کسی کے داغ نہو / یوں کوئی خانہ بے چراغ نہو
کہکے یوں جان نثار کرتی تھی / خوب منہ ڈھانپ ڈھانپ روتی تھی
حشر برپا ہوا تہ افلاک / روتے روتے ہوا ہر ایک ہلاک
حضرت عشق نے کیا جو ہلاک / خاک میں مل گئی وہ صورت پاک
بستر خاک پر کیا آرام / خاک میں مل گئی وہ ماہ تمام
پھر پہ مہ لقا کے جا بیٹھا / خاک پر شکل نقش پا بیٹھا
زہر کیوں کھا کے مر گئیں افسوس / ہمکو برباد کر گئیں افسوس
یوں جی کیسی یہ بیوفائی ہوئی / وعدہ وصل تھا جدائی ہوئی
دل کو اک مضطرب ہجر میں ہے / حال اپنا خراب ہجر میں ہے
رو رہا تھا غرض باہ و فغاں / خاک سر پہ اڑا رہا تھا جواں
گاہ لپٹے مزار کے لیٹا / گاہ مایوس ہو کے رو بیٹھا
بندہ دل پارسا کمال خلیق / بے طمع مرد بے نشان خلیق
طاقت صدمہ فراق نہیں / لائق ضبط اشتیاق نہیں

کچھ تو احوال دل کا کہو بیٹی / صدمے نے مادر جواب د...
باغ عالم سے تو سدھاری ہے / لٹ گئی یہ بہار ساری ہے
کس لیے ہائے جان دی تو نے / راہ ملک عدم کی لی تو نے
صدمے نے کس طرح پڑا تا رونگی / تجکو کہکر کسے پکارونگی
نازکسکے اٹھاونگی ہے ہے / کسکو چھاتی لگاونگی ہے ہے
بولتی کیوں نہیں بتا گلفام / لوگ تجکو پکارتے ہیں ...
مجکو ہے کاش موت آجاتی / تیری آئی ہوئی بلا ...
آج یہ تازہ داغ ہوتا ہے / ہائے گھر بے چراغ ہوتا ہے
ہائے دشمن بھی یہ ستم نہ سہے / سب کی یارب جہان ...
مردم چشم تھی جو نور نگاہ / نظر آنے لگا جہان سیاہ
غسل میت غرض دیا اسکو / دفن پھر خاک میں کیا اسکو
رفتہ رفتہ ہوئی جوان کو خبر / کہ ہوئی جان بحق وہ رشک قمر
باعث افسوس ملکے رونے لگا / دل بہت بے قرار ہونے لگا
رو کے کہنے لگا کہ او گل تر / تمکو لازم نہیں تھا غرقہ ...
ہم تو کہتے تھے نہ ہم سے او گل تر / داغ فرقت نہ دیجیے نا...
کچھ تو فرمائیے خدا کے لیے / شکل دکھلائیے خدا کے لیے
وصل کا دل کو اشتیاق رہا / حشر تک صدمہ فراق رہا
غیر تھا نیم جان کا حال کمال / دل مضطر کو تھا ملال کمال
رو رہا تھا یہ مضطر و بیکس / آ گئے ناگاہ اک مسیح نفس
ہنس کے قدموں پہ گر پڑا مضطر / بولا دکھلا کے زخمہائے جگر
وصل کا اشتیاق باقی ہے / دل پہ داغ فراق باقی ہے

رنج فرقت کمال تھا اسکو | نوجوان کا خیال تھا اسکو
صدمہ ہاے فراق سے بارے | ہو گئے زرد گل سے رخسارے
رنج پہ کی والدین نے جو نگاہ | دیکھا نور نظر کا حال تباہ
پوچھا اے نور چشم حال ہی کیا | دل ہی کیون مضطرب ملال ہی کیا
کیا سبب ہی کہ ناتوان ہی تو | چشم بد دور نوجوان ہی تو
مضمحل ہو گئی ہوا کیا ہی | خیر ہی تجھکو مہ لقا کیا ہی
کہتی کیا حال دل جگر افگار | دم بخود شرم سے ہو گئی وہ نگار
پر وہان اک خواص تھی اسکی | محرم راز خاص تھی اسکی
عرض کی کیا کہون بلا کیا ہی | مرض عشق کی دوا کیا ہی
کیون نہو ناتوان یہ خوش جمال | اک جوان پر فریفتہ ہی کمال
دل ناشاد اسکا شاد نہین | بجز اسکے اور کچھ فساد نہین
پھر نہ جھنجھلا کے زہر کھالے کہین | پھر نہ حسرت مین داغ اٹھائے کہین
پھر نہو گل چراغ عمر روان | پھر نہ تاریک ہو نظر مین جہان
پھر نہو مہ لقا کا داغ حضور | پھر نہو جاے گل چراغ حضور
ہی یہ نام خدا احسنو جوان | اسکی شادی کا کیجیے سامان
ہو بہم ملکے مہر و مہ کا قران | نکلین جی سے ہر ایک کے ارمان
اڑ گئے ہوش سنکے ذکر نکاح | کی بہم مادر و پدر نے صلاح
بزم شادی کو انتظام دیا | مصلحت تھی غرض نکاح کیا
ہو گئے شادی بہم سے دونون | سب بے غم و بے الم ہی دونون
کی خدا نے ہر ایک کی امداد | یعنی دونون ملے وہ حسب مراد
پھر کبھی حال دل نہ غیر ہوا | خاتمہ بھی غرض بخیر ہوا
اٹھ گئے دنیا سے نام باقی ہی | محو الفت مدام باقی ہی
روشن اب تا کجا ترانۂ عشق | ختم کر ختم کر فسانۂ عشق
دل کو کاہش ابے فضول نہ دے | قصۂ مختصر کو طول نہ دے
عمر ضائع نہ کر فسانہ مین | قدردان کون ہی زمانہ مین
قدر اہل ہنر کسے داند | کہ ہنر نامہ ہا بسے خواند
قدردان کیسے عیب بین ہین بہت | شہر مین آج نکتہ چین ہین بہت
شوق سے آئیے پر اہل فضول | ایک ایک اعتراض ہو مقبول
سامنے آئیے یہ تاب نہین | انگلی رکھیے یہ وہ کتاب نہین
عیب بینی طریق جاہل ہی | معترض یہ خیال باطل ہی
با ہنر عیب پوش ہوتے ہین | قدردان اہل ہوش ہوتے ہین
تو یہ روشن یہ گفتگو کیا ہی | قدردانی کی کسکو پروا ہی
ہی ہر اک شعر مین انتخاب سخن | ذرہ ہر شعر ہی آفتاب سخن
اس سے دنیا مین نام باقی ہی | یہ وہ ہی جو مدام باقی ہی

کلمہ چند بطریق پند

ساقیا دے شتاب جام شراب | مست بیٹھے ہوے ہین پا برکاب
نہ یہ عہد شباب باقی ہی | نہ مدام آفتاب باقی ہی
اک روش پر نہین مدام جہان | نیست نابود ہی تمام جہان
لطف پروردگار ہی شب و روز | در توبہ کھلا ہوا ہی ہنوز

سنیے کہتے ہیں صاحبان شعور ۔ کہ نہایت برا ہے فسق و فجور
کوئی بھی پاک دل پلید نہو ۔ خواہش نفس کا مرید نہو

چند روزہ یہ زندگانی ہے ۔ عمر ناپائدار فانی ہے
عمر باقی نہ ماہ باقی ہے ۔ کون دنیا میں آہ باقی ہے

لوگ رخصت جہان سے ہوتے ہیں ۔ گور میں زیر خاک سوتے ہیں
عمر کوتاہ پائدار نہیں ۔ زندگی کا کچھ اعتبار نہیں

طفل و پیر و جوان مرتے ہیں ۔ مرحلے طے عدم کے کرتے ہیں
سیکڑوں یونہیں زیر خاک ہوئے ۔ ادھر آئے ادھر ہلاک ہوئے

ہر نفس موش پا اجل ہے سوار ۔ موت کا سامنا ہے لیل و نہار
جسم پیوند خاک ہے اک روز ۔ ذرہ ذرہ ہلاک ہے اک روز

جاودان خضر کی حیات نہیں ۔ موت سے ایک کو نجات نہیں
ہیں مگر نسبتہ لوگ اٹھتے پھر ۔ سب کو درپیش ہے عدم کا سفر

یعنی اکدن ہلاک ہونا ہے ۔ خاک میں مل کے خاک ہونا ہے
جز خدا ہے ہر ایک شی کو زوال ۔ یاد رکھنا جہان ہے خواب و خیال

بھول کر فعل ناصواب نہ کر ۔ خانۂ زندگی خراب نہ کر
کرو دنیا میں کار خیر مدام ۔ جس سے تیرا بخیر ہو انجام

مئے شہوت سے مست ہیں جو لوگ ۔ سخت شہوت پرست ہیں جو لوگ
گئے دوزخ کے ہیں وہ ناہنجار ۔ وقنا ربنا عذاب النار

ترک شہوت نشان ہے بس باشد ۔ وصف پرہیزگار دین باشد
خواہش نفس سے بچائے خدا ۔ اسکے نیرنگ میں نہ لائے خدا

بندہ کار خدا کرے ہر دم ۔ طاعت کبریا کرے ہر دم
دل ناشاد کو جو شاد کرے ۔ حق تو یون ہے کہ حق کو یاد کرے

ارے کیا آپ گل کترتا ہے ۔ عاقبت کیون خراب کرتا ہے
کل کی ہے بات ایک تجربہ کار ۔ سب سے کہتا تھا یون پکار پکار

ہر حرامے انکہ دل بنہادہ بود ۔ دور ازینجا حرامزادہ بود
توبہ یارب گناہگار ہون میں ۔ اپنے افعال سے شرمسار ہون میں

عمر گذری گناہ میں افسوس ۔ پاٹون رکھا نہ راہ میں افسوس
بندگی کی غرض نہ طاعت کی ۔ عمر بھر نفس کی اطاعت کی

ہوئی سب معصیت میں عمر تمام ۔ یا الٰہی بخیر ہو انجام
یا خدا ابر بادشاہی خود ۔ بطفیل جہان پناہی خود

بطفیل جناب احمد پاک ۔ ہادی خلق و صاحب لولاک
بحق اہل بیت یا اللہ ۔ بحق لا الٰہ الا اللہ

یا الٰہی بحق عرش برین ۔ بحق خواجہ معین الدین
بحق اولیائے روئے زمین ۔ بحق حضرت نظام الدین

سختی گور سے بچا لینا ۔ باغ فردوس میں جگہ دینا
بندہ پرور جناب فیض مآب ۔ ہین جو عبد العزیز خان نواب

یا الٰہی مدام شاد رہیں ۔ مرجع خاص و عام شاد رہیں
جبتک آفاق میں ہے نور سخن ۔ شمع بزم سخن رہے روشن

قطعۂ تاریخ تصنیف طبعزاد شیخ محمد عنایت اللہ صاحب مصنف مثنوی خورشید روشن بدایونی

افسانۂ سوز عشق نہانی | جب ختم ہوا بجوش بیانی
ہاتف نے کہا کہ سال تصنیف | ہے باغ و بہار جاودانی
۱۳۰۷ھ

رباعی تاریخی بہ نتیجۂ فکر منشی نراین داس متخلص بہ شاکر بدایونی در سنہ ۱۳۰۷ ہجری

روشن نے لکھی جو مثنوی کیا کر خوب | ہے باعث یادگار جاویدانی
بالائے فلک سے بہر سال تصنیف | ہاتف بولا کہ ۔ نسخۂ لاثانی
۱۳۰۷ھ

قطعۂ تاریخ طبعزاد منتخب الشعرا زمانہ دار زبدۂ سخنوران عالی وقار جناب پنڈت موتی لال صاحب گوہر دہلوی پدر بزرگوار پنڈت جیا لال صاحب ڈپٹی کلکٹر بدایوں

ہو گئی خورشید روشن مثنوی | لطف حق سے جب تمام و داستاں
دیکھکر اسکی فصاحت ہو گئے | شاد و خرم سب کے سب اہل زباں
کوئی کہتا ہے کبھی دیکھی نہیں | یہ بلاغت اور یہ طبع رواں
ڈال دی روشن نے کہتا ہے کوئی | قالب الفاظ میں معنی کی جاں
الغرض ایسے کلام گرم سے | ہے گداز دل مصنف کا عیاں
بحر فکر سن میں ہو کر غوطہ زن | کہدیا گوہر نے ۔ مرغوب جہاں
۱۳۰۷ھ

قطعۂ تاریخ تصنیف از شاعر نازک خیال پنڈت کنہیا لال صاحب ڈپٹی کلکٹر بدایوں متخلص مبارک

خورشید روشن آمد و روشن نمود دل | ستارہ بیان فزودہ حسن و مبارکا
گل گشتۂ مثنویش چون گلشن بہار زا | شگفتہ گلشن صبح ۔ تاریخ او مبارک
۱۳۰۷ھ

قطعۂ تاریخ طبع کتاب طبعزاد منشی عنایت اللہ صاحب روشن مصنف مثنوی ہذا

مرحبا طبع ہوئی اپنی کتاب | للہ الحمد بر آئی امید
آئی آواز کہ لکھ دو روشن | سال تاریخ ۔ فروغ جاوید
۱۳۱۰ھ

غزلیات من تصانیف منشی عنایت اللہ صاحب متخلص بہ روشن مصنف مثنویات گلشن عشق و خورشید روشن

ذرہ ذرہ میں ترا نور ہے اللہ اللہ | پتا پتا شجر طور ہے اللہ اللہ
روز روشن شب دیجور ہے اللہ اللہ | بندہ تقدیر سے مجبور ہے اللہ اللہ

...م خاک پیچھے رہنا
...لے لیٹا ہے مرقد مین
...بھی کرتا ہی تکلف ہے ہم

اپنا مدت سے یہ دستور رہا تھا تھا
منزل عشق بہت دور رہی تھا تھا
کسقدر حسن پہ مغرور رہی تھا تھا
جلوۂ خال سیہ صورت مردم روشن

مرض ہجر کا جسکے نہوا کوئی علاج
جسنے دیکھا ترا رخ تھام کے دل کھینچنے لگا
آگئے غش دیکھکے جلوہ ترا شکل ہو سے
پردۂ چشم میں مستور رہی تھا تھا

جان بلب آج وہ رنجور رہی تھا تھا
آدمی کیا ہے کوئی حور رہی تھا تھا
گفتگو کا کسے مقدور رہی تھا تھا

غزل

قول ہی عہد جوانی سے یہ چرخ پیر کا	مہر اک بوسیدہ خاکا ہی تری تصویر کا
طالع وارون سے ہر تدبیر اُلٹی پڑتی ہی	منقلب مطلب ہی کیا میرے خط تقدیر کا
مین ہون پابند جنون دل قیدی گیسوے یار	یہ یقین ہی زلف کا مین خانۂ زنجیر کا

چاندنی مین بھی نظر روشن نہین آتا ہی کچھ
کیا دھوان چھایا ہی میرے نالہ شبگیر کا

غزل

ہون خواستگار تخت نہ طالب کلاہ کا	یارب مین ہون فقیر تری بارگاہ کا
کیا مرتبہ بیان ہو ترے پایگاہ کا	ہی اختیار تجکو سفید و سیاہ کا
قائم زمین پہ ہی ازل سے یہ بے ستون	ہی آسمان دھوان کسی عاشق کی آہ کا
دوزخ بھی ہو نصیب تو انکا سے ہون	مداح ہون مین سید عالم پناہ کا
اے گردش سپہر سمجھکر مٹا یو	نقش قدم ہون مین بھی کسی رشک ماہ کا
کہتے ہین لوگ الفت کا کل ہی اک بلا	مُنہ دیکھنا روا نہین اس روسیاہ کا
اک عمر سے اگر تھی زلیخا اسیر عشق	یوسف کو بھی سُنا ہی کہ سودا تھا چاہ کا
بلبل و نہار ہجر مین صحرا نورد ہون	کیا گردباد ہون مین بیابان کے راہ کا
آزاد ہی ہر ایک بلا سے اسیر عشق	ہی شاہ کا غلام نہ افسر سپاہ کا
قانون فقر مین ہی مسلم یہ مسئلہ	درویش کے قدم پہ رہے فرق شاہ کا

ہاں اے جوان کمر رہِ حق میں بندھی رہے | ہر عضو کام حشر میں دے گا گواہ کا
مرتا ہوں جاں بلب ہوں نہیں کچھ خبر نہیں | بتلائیے یہ کیا ہے طریقہ نباہ کا
بحرِ جہان میں صورت کشتی تباہ ہوں | ہاں ناخدا خدا ہے جہاز تباہ کا
یہ دھوم ہے ہماری غزل کی جہان میں | احسنت کی صدا ہے تو غل واہ واہ کا

حاجت نہیں ہے شمع کی روشن سر مزار
ہے داغ دل چراغ سحر بیگناہ کا

غزل

پیغام وصل یار نے بعد فنا دیا | آخر کشش نے جذبۂ الفت دکھا دیا
دے کر ہزار داغ جگر پر فراق کے | اے عشق تو نے خاک میں ہم کو ملا دیا
رشک کیا جمال سے بزم رقیب کو | اے ماہ داغ دل کے سوا ہم کو کیا دیا
دریا بہا دیے ہیں سیلاب اشک نے | طوفان نوح دیدۂ تر نے دکھا دیا
اٹھتے ہیں ساتھ آہ کے شعلے فراق میں | سینہ میں دل کو سوز نہانی نے جلا دیا
پھر بھی ہی آہ سرد فلک کانپنے لگا | نالوں نے اپنے چرخ کہن کو ہلا دیا
عشق ستم پناہ سے شکوہ گلہ کیا | پیوند خاک گل بدنوں کو بنا دیا
صورت میں اپنی جلوہ رخ دکھا کر | روشن خرد کو ہم نے یہاں تک بڑھا دیا

غزل

دیکھ کر صدمے دل ناکام کے | خوب رویا میں کلیجہ تھام کے
پوچھتے ہو مہرباں احوال کیا | اٹھ گئے جلسے وہ صبح و شام کے
تو جواب نامہ روشن آ گیا | منتظر تھے یار کے پیغام کے
کر دیا مدہوش بدمست کو | صدقے قربان ساقی گلفام کے
لکھ دیا پھر کر نگاہ ناز نے | کیا گلے ہیں گردش ایام کے

غزل

پھر ہم کو کیا تباہ فریاد | اے عشق ستم پناہ فریاد
قاتل نے دفعۃً کیا قتل | کرنے پایا نہ آہ فریاد
تو نے اے چشم لطف معشوق | کی گاہ نہ اک نگاہ فریاد
جو چاہے ستم کرے وہ روشن | کرتا ہے کون آہ فریاد
گذری اک عمر منتظر ہوں | دیکھوں کب تک میں راہ فریاد
دل کس کا ہلا دیا سر شام | اے نالۂ صبحگاہ فریاد
ہوں چرخ میں گردش فلک سے | یارب ہوں دادخواہ فریاد

غزل

خیال دل مین ہی تصویر یار آنکھون مین	ہماری پتلی ہی صورت نگار آنکھون مین
ستم کرم کا ہی سارا نگاہ مین نقشہ	عیان ملال ہو ظاہر ہی پیار آنکھون مین
قفس سے پہونچی چمن تک نہ موسم گل مین	یونہین گذر گئی فصل بہار آنکھون مین
یہ حاسدون کو حسد ہی کہ اپنا ہر مصرع	کھٹکتا رہتا ہی مانند خار آنکھون مین

رقیب آنکھ ملائے مجال کیا روشن
یہ آنکھ وہ ہی نہ جھپکے ہزار آنکھون مین

غزل

چشم پرخون پرآب ہی روشن	جام گل مین گلاب ہی روشن	ذرہ ہون پر ہر ایک داغ جگر	صورت آفتاب ہی روشن
بیت ابرو ہی انتخاب کا شعر	مصحف رخ کتاب ہی روشن	صورت زلف پیچ و تاب مین ہون	دل کو اک اضطراب ہی روشن
	بخشا افتادگی نے اوج عروج	ذرہ یا آفتاب ہی روشن	

غزل

نفس آواز زنگ کاروان ہی	کوئی دم کا مسافر مہمان ہی	سوے ملک عدم منزل بمنزل	روانہ کاروان پر کاروان ہی
نکیون دشمن ہو یہ اہل ہنر کا	ہمیشہ سفلہ پرور آسمان ہی	سوال وصل اُنسے کر رہا ہون	مدد اے بخت وقت امتحان ہی
سمجھکر توڑ یو گھر ہی خدا کا	نہ دل تجا کہ ہندوستان ہی	تڑپتا ہون مثال مرغ بسمل	دل بیتاب مین درد نہان ہی
	نہو مضطر تردد کیا ہی روشن	خدا خود چارہ ساز بیکسان ہی	

غزل

بیتاب مثل برق دل بیقرار ہی	اک اضطراب ہجر مین لیل و نہار ہی	بیرنگ چرخ سے چمن روزگار ہی	فصل خزان کبھی کبھی فصل بہار ہی
مدت سے ایک غنچہ دہن کی خبر نہین	اے عندلیب صورت گل دلفگار ہی	بیٹھا ہون مثل نقش قدم خاکسار ہی	اک عمر سے وطن ہر کوے نگار ہی
عقدہ یہین فنا پہ کھلا بلکے خاک مین	تن مثل گرد باد سر رہ غبار ہی	روز ازل ہر ایک کو تیر [illegible]	اک ہی پیالا تھا سو وہ انداز ہی
عمر رواں کا خاک کرے کوئی اعتبار	یہ بوے گل کی طرح ہوا پر سوار ہی	منت کش نہ ہونا پئے معاش	روشن کفیل رزق وہ پروردگار ہی

غزل

کس رنگ مین جلوہ گر نہین تو	کس پھول مین تیری بو نہین ہی	دیدار کی ہی فقط تمنا	دل مین اور آرزو نہین ہی
چمکے ہین زمین و آسمان مین	کسکو تری جستجو نہین ہی	سامان نشاط سب ہین بیکار	محفل مین جو ایک تو نہین ہی
خوبی تری جلوہ گر ہی دل مین	یہ آئینہ عیب جو نہین ہی	گو دامن دل ہی مثل گل چاک	لیکن ہوس رفو نہین ہی
	جمعیت نظم کیا ہو روشن	ششدر ہون جو دل ایکسو نہین ہی	

غزل

صورت برق تڑپ جاتا ہون	دل مین جب درد نہان اٹھتا ہی	اٹھتی ہی وحشت دل فرقت مین	بیٹھے بیٹھے خفقان اٹھتا ہی
کون ناشاد ہی جو خوش ہوتا	شور ماتم یہ کہان اٹھتا ہی	غم فرقت کی ہی مشکل برداشت	سہل کب بار گران اٹھتا ہی
	دل مین اک سوز نہان ہی روشن	آہ کے ساتھ دھوان اٹھتا ہی	

غزل فارسی

زمین شدیم چہ شد آسمان شدیم چہ شد	بچشم خلق سبک یا گران شدیم چہ شد
چہ شد یقین کہ درین بوستان قرارے نیست	تو گر بہار شدی ما خزان شدیم چہ شد
بزیر خاک ز نیرنگ چرخ سفلہ نواز	چو لالہ داغ بدل از جہان شدیم چہ شد
مدام نیست چو رنج و نشاط در عالم	حزین شدیم چہ شد شادمان شدیم چہ شد
ز خوش بیانی ما چون نشان ما باقیست	اگر ز دیدہ مردم نہان شدیم چہ شد
پس فنا چو فقیر و امیر یکسان ست	چنین شدیم چہ شد و چنان شدیم چہ شد

نیافتیم سراغے ز رفتگان روشن
اگر غبار رہ کاروان شدیم چہ شد

خاتمۃ الطبع

الحمد للہ و المنۃ کہ اس زمان سعادت اقتران مین یہ مثنوی نایاب مع چند غزلیات لاجواب نتیجہ فکر صاحب شیخ محمد عنایت اللہ صاحب المتخلص بہ روشن مطبع فیض مرجع جناب منشی نول کشور صاحب سی آئی ای بماہ اکتوبر ۱۸۹۲ء بہ رنگ بہار طبع سے باغ باغ ہو کر گل پژمردہ من نظارہ بازان ہوئی